بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

004-26: سورۃ النساء کی مختصر تفسیر (آیات:127-130)

سورۃ النساء کی مختصر تفسیر کا درس جاری ہے اور آیت نمبر 127 سے درس کا آغاز کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ١٢٧﴾ (النساء: 127)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ﴾: اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ سے یعنی یہ مومن جو ہیں سوال کرتے ہیں عورتوں کے تعلق سے اور فتویٰ لیتے ہیں۔"استفتاء: طلب الإفتاء": فتویٰ طلب کرنا۔

اور فتوے کا معنی شرعاً کیا ہے؟ کہ کوئی شخص کسی دوسرے سے سوال کرتا ہے کسی مسئلے کا حکم شرعی جاننے کے لیے۔

فتوے کا معنی کیا ہے؟ کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے سوال کرتا ہے کسی مسئلے کا حکم شرعی جاننے کے لیے، شرعی حکم جاننے کے لیے جب آپ کسی سے سوال کرتے ہیں اسے کہتے ہیں: "استفتاء: طلب الإفتاء"؛ اور فتویٰ شریعت کا حکم بیان کرنے کو کہتے ہیں۔

تو صحابہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور سوال کرتے ہیں عورتوں کے تعلق سے: ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ﴾: کہ شرعی حکم کیا ہے بعض مسائل کا۔

﴿قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ﴾: **جواب**: ان کو کہہ دیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ تعالیٰ تمہیں فتویٰ دیتا ہے عورتوں کے تعلق سے (میں پہلے ترجمہ پڑھ لوں پھر تفسیر کرتا ہوں)۔

﴿وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ﴾: اور جو تمہیں قرآن مجید میں سنایا جاتا ہے (یعنی عورتوں کے تعلق سے)۔

﴿فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ﴾: یتیم عورتوں کے بارے میں۔

﴿الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ﴾: جنہیں تم نہیں دیتے اُن کا مقرر کیا ہوا مہر یا جو حق ہے۔

﴿وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾: اور چاہتے ہو کہ اُن کو نکاح میں لے لو (یا اس لفظ میں نہ لینا بھی شامل ہے ابھی بتاتا ہوں میں تفسیر میں ﴿وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾)۔

﴿وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ﴾:اور بے بس بچوں کے بارے میں بھی۔

﴿وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ﴾:اور یہ کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف پر قائم رہو۔

﴿وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ﴾:اور جو تم خیر کا کام یا بھلائی کا کام کرتے ہو۔

﴿فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿١٢٧﴾﴾:تو بے شک اللہ تعالیٰ اس کو خوب جاننے والا ہے۔

صحابہ سوال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عورتوں کے تعلق سے تو جواب اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے:

﴿قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ﴾:اللہ تعالیٰ تمہیں فتویٰ دیتا ہے عورتوں کے تعلق سے۔

دو باتیں یاد رکھیں:

1-ایک تو عورتوں کی بڑائی؛ابھی اُس ماحول میں عورتوں کو کچھ سمجھا نہیں جاتا تھا،دورِ جاہلیت میں عورت کی کوئی عزت کوئی قیمت نہیں تھی اور اب عورت کی یہ حیثیت ہوگئی ہے یہ اُس کی قدر و قیمت ہوگئی ہے کہ عورتوں کے تعلق سے جو فتویٰ ہے اللہ تعالیٰ خود بیان فرما رہا ہے عزت ہے کہ نہیں؟!﴿قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ﴾:جبکہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی بیان فرما رہا ہے نا؟!

تو ہمیں قرآن کہاں سے ملا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی ملا نا؟!

بعض ایسی چیزیں ہیں جن کا خود اللہ تعالیٰ نے ذمہ لیا ہے بیان کرنے کا اُن میں سے ایک یہ مسئلے بھی ہیں تو عورتوں کے تعلق سے جو بنیادی مسائل ہیں قرآن مجید میں مل جائیں گے آپ کو،سنت میں بھی بہت سارے ہیں لیکن بنیادی اصل مسائل جو ہیں اب دیکھیں "سورۃالنساء" پوری سورۃ کا نام نساء ہے(سبحان اللہ)۔

سورۃ الرجال ہے مردوں کی سورۃ؟ نہیں ہے۔تو نساء کیوں ہے؟ کیونکہ یہی مرد جو تھے دورِ جاہلیت میں عورتوں کو کچھ سمجھتے نہیں تھے تو عورتوں کے مقام کو بہتر کرنے کے لیے سمجھانے کے لیے مردوں کو کہ عورتوں کا بھی کوئی مقام ہے اب ایک سورۃ کا سورۃالنساء ہے۔

2-اور پھر اس میں دیکھیں سبحان اللہ نورٌ علی نور کہ ایک سورۃ کا نام بھی نساء ہے اور:﴿قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ﴾:یہ بھی کمال ہے!اس لیے جب عورت یہ آیت پڑھتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کا خاص شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری شان کو بڑھایا ہے اور خود تمہیں تمہارے مسائل بیان فرما رہا ہے اس لیے ان مسائل کو سمجھنے کے بعد عمل کرنے کا حق ہے کہ نہیں؟ حق بھی ادا کرنا چاہیے۔

﴿قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ﴾:بہت بڑے مسئلے تھے عورتوں کے تعلق سے اور عورتوں کے تعلق سے یہاں پر النساء عام ہے کہ صرف بیویاں نہیں ہیں اس میں ہر عورت شامل ہے چاہے ماں ہے چاہے بہن ہے چاہے بیٹی ہے چاہے بیوی ہے سب اس میں شامل ہیں۔

تو عورتوں کے حقوق جو ہیں اُن کو ادا کرنا ہے،عورتوں کی عزت کرنی ہے،عورتوں پر ظلم نہیں کرنا ہے عورتوں کی بے عزتی نہیں کرنی ہے تو اس کے لیے مردوں کو یہ جاننا پڑے گا کہ عورتوں کے حقوق کیا ہیں،ماں کے کیا حقوق ہیں بہن کے کیا حقوق ہیں بیوی کے کیا حقوق ہیں بیٹی کے کیا حقوق ہیں۔اگر نہیں جانے گا تو غلطی ہوگی نا؟!غلطی ہوگی تو پکڑ بھی ہوگی نا؟!

اب یہ عمومی طور پر آگیا ہے اور خصوصی طور پر:

﴿وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ فِىْ يَتٰمَى النِّسَآءِ﴾: اب عموم کے بعد خصوص کا ذکر ہے کہ خصوصی طور پر جو کچھ تمہیں کتاب یعنی قرآن مجید میں بتایا گیا ہے: ﴿فِىْ يَتٰمَى النِّسَآءِ﴾: یتیم عورتوں کے تعلق سے۔

یتیم عورتیں کون ہیں؟ وہ بچیاں بالغ ہونے سے پہلے جن کے والد مر جائیں تو یہ بچیاں جو ہیں کسٹڈی (Custody) میں آجاتی ہیں اُس کے ولی کے۔ مرنے والے کا بھائی ہے اُس کا باپ ہے کوئی بھی ہے، یا اُس کا چاچا ہے یا ماما ہے جو بھی ہے جو اُس کے مرد باقی رشتے دار ہیں وہ یا جس کی وصیت باپ کر کے جائے وہ اس کی دیکھ بھال کرتا ہے اُس کا گارڈین (Guardian) ہو جاتا ہے۔

دورِ جاہلیت میں کیا ہوتا تھا؟

1- اگر کوئی یتیم لڑکی ہوتی تو اُس کا جو ولی ہے جو گارڈین (Guardian) ہے اُس کا سب سے پہلے اُس کا جو مال تھا جو وراثت میں ملا ہے اُس کو ہتھیانے کی کوشش کرتا تھا یا مکمل طور پر یا جزوی طور پر۔

2- دوسرا ظلم جو کرتے تھے کہ اُس کی شادی نہیں کرنے دیتے تھے باہر روکتے تھے تاکہ اُس کے مال سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جاسکے۔

3- یا اگر شادی کر بھی دیتے تھے کسی سے تو پھر شرط رکھتے تھے کہ اس کا جو مال ہے وہ ہمارا ہے یا اُس میں سے کچھ حصہ ہمیں بھی دے دو (اذیت نقصان ظلم کسی نہ کسی طریقے سے ہونا ہے!)۔

4- اور اگر اس سے بھی بچ جاتی اور وہ خود نکاح کرنا چاہتے اُس سے تو نکاح کرتے وقت اُس کو مہر سے محروم کر دیتے اور جو حقوق ہیں اُن سے بھی محروم کر دیتے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان تمام چیزوں کو منع کرتے ہوئے "اور یہ بھی تمہیں اللہ تعالیٰ فتویٰ دیتا ہے (ایک تو عمومی طور پر ہے) خصوصی طور پر ﴿وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ فِىْ يَتٰمَى النِّسَآءِ﴾۔

﴿الّٰتِىْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ﴾: کیونکہ لکھ دیا گیا مہر جو ہے یا جو حقوق ہیں جو نان نفقہ ہے جو بھی ہے جو تم نہیں دیتے اُن کو۔

﴿وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾: اور تم رغبت کرتے ہو اُن سے نکاح کرنے سے۔

عربی زبان میں: "یرغب فِي ویرغب عَن": دیکھیں رغبت کا ایک ہی لفظ ہے "یرغب": عَن لگ جائے تو نہیں، فِي تو مطلب ہے۔

اور یہاں پر کیا ہے؟ ﴿تَرْغَبُوْنَ﴾: عَن ہے یا فِي ہے؟ کچھ نہیں ہے کہاں ہے؟! ﴿وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾۔

کمال ہے دیکھیں انداز بیان کا! چاہے جو بھی صورت ہو چاہے تمہیں رغبت ہے نکاح کرنے کی تو اس کا حق ادا کرنا پڑے گا مہر دینا پڑے گا، اگر رغبت نہیں ہے تو اُس کو کسی اور سے نکاح سے مت روکو اُن کا حق تاکہ مکمل ہو جائے۔

اگر فِي ہوتا تو ایک مقرر ہو جاتا نا یا عَن ہوتا تو مقرر ہو جاتا، بغیر دونوں کے دونوں آپشنز (Options) موجود ہیں تو ہر اعتبار سے چاہے رغبت ہو نکاح کرنے میں چاہتے ہو یا نہیں چاہتے ہو رغبت نہ بھی ہو ظلم نہیں کرنا اس یتیم لڑکی پر۔ ایک مسئلہ ہو گیا عورتوں کے تعلق سے۔

جب یتیم لڑکی کی بات آئی ہے اور ظلم کی بات آئی ہے تو اس معاشرے میں کچھ اور بھی تھے جو مظلوم تھے یا جن پر ظلم کیا جاتا تھا پھر فرمایا:

﴿ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ﴾: ولدان وہ بچے جو مستضعفین ہیں جو بے بس اور کمزور ہیں ان بچوں کے لیے اللہ تعالیٰ فتویٰ دیتا ہے اور تمہیں سمجھاتا ہے کہ اُن پر بھی ظلم مت کرو اُن کا بھی حق جو ہے اُن کو دیا کرو چاہے وہ یتیم ہوں یا نہ ہوں۔ چھوٹے بچے ہیں اُن کے حقوق جو اُن کے ولی ہیں جو ذمے دار ہیں اُن کے حقوق کی پامالی نہیں ہونی چاہیے اُن کا حق دینا چاہیے اور ظلم سے اُن کو بچانا چاہیے۔

اور پھر کیونکہ اسی طبقے میں جو ان سے بھی زیادہ کمزور ہیں مستضعفین سے وہ یتیم بچے ہیں اس لیے پھر فرمایا:

﴿وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ﴾: اور تم یتیموں کے بارے میں انصاف پر قائم رہو۔

دیکھیں یتیم پر تو احسان کرنا چاہیے نا اگر احسان نہیں کرنا چاہتے ہو کم سے کم انصاف تو کرنا چاہیے نا؟! یتیم حق رکھتے ہیں کہ اُن کے ساتھ احسان کیا جائے احسان کیسے ہو گا؟ کہ اُن کی خاص پرورش کرنی ہے کیونکہ وہ تو یتیم ہیں نا اب جو ولی ہے جو گارڈین (Guardian) ہے جو ذمے دار ہے اُس کی دینی دنیاوی دونوں تربیت اُس کے ذمے ہے، عدل وانصاف یہ ہے کہ جو اُس کا حق ہے وہ اُس کو پورا کرے۔

اُس کی دینی اور دنیاوی تربیت کرنی ہے اُس کا نان نفقہ ہے اُس کی جو صحت ہے جو عافیت ہے اُس کا جو کام ہے اُس کی جو تعلیم ہے جو تربیت ہے سب کا حق ادا کرنا ہے سب کا خاص خیال رکھنا ہے یہ اُس کے ساتھ عدل ہے، احسان ہے اُس سے زیادہ۔ اُس کا اگر مال ہے اُس میں سے معروف سے کھا سکتے ہیں جو تمہیں ضرورت ہے اور احسان یہ ہے کہ نہ کھاؤ اُس کو چھوڑ دو، اپنا خود کماؤ اور اُس کو چھوڑ دو تاکہ وہ جب بڑا ہو گا اُس کے کام آئے گا، یہ احسان ہے۔ انصاف کیا ہے؟ کہ اپنی جو تمہیں ضرورت ہے اُس کے بقدر آپ لے سکتے ہیں کیونکہ آپ اُس کی پرورش کر رہے ہیں۔

اگر تجارت میں اُس کے مال کو رکھنا ہے تو اُس میں یہ دیکھنا چاہیے کہ کہاں پر زیادہ اُس کو فائدہ ہے یہ نہیں کہ یتیم کے بچے کا مال ہے اُس کو تجارت میں ڈال دیں ٹیسٹ کرنے کے لیے کہ پتہ نہیں منافع ہوتا ہے کہ نہیں۔ نہیں! یہ ظلم ہے ناانصافی ہے یہ!

اپنے مال سے بھی زیادہ اُس کے مال کی آپ نے حفاظت کرنی ہے خیال کرنا ہے کیونکہ آپ ذمے دار ہیں اور آپ سے روز محشر سوال بھی کیا جائے گا کہ آپ کو ذمہ داری سونپی گئی تھی اس یتیم کی کفالت کی آپ نے کیا کیا ہے؟

﴿وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ﴾ یہ بھی ہو گیا، پھر عمومی طور پر فرمایا:

﴿وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿١٢٧﴾﴾: اور جو بھی تم خیر اور بھلے کا کام کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ سے مخفی کوئی چیز نہیں ہے۔

چاہے یتیموں پر ہو چاہے بچوں پر ہو چاہے عورتوں پر ہو آپ لوگوں نے کوئی بھی بھلائی کی ہے کوئی بھی خیر کا کام کیا ہے جو تمہیں کرنا چاہیے تو یقیناً اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون اس ذمے داری کا حق ادا کر رہا ہے اور کون نہیں کر رہا ہے، کون انصاف سے کام کر رہا ہے کون احسان سے کام کر رہا ہے اور کون ظلم کر رہا ہے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

اور جب عمل کرنے والا شخص یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے تو اُس کو پھر اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اور اپنی ذمہ داری جو اللہ تعالیٰ نے سونپی ہے اُسے اُس کو حق ادا کرنا چاہیے۔

یتیم کی پرورش کرنا۔اُس کے لیے جو خاص اللہ تعالیٰ نے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُجر وثواب مرتب کیا ہے آپ سوچ بھی نہیں سکتے! اور پھر یہ بھی اُس کو سوچنا چاہیے کہ اگر وہ اس دنیا سے چلا جائے اور اس کے اپنے بچے یتیم ہو جائیں تو اُن کے ساتھ کیا رویہ ہونا چاہیے کیونکہ زندگی اور موت ہمارے اپنے ہاتھ میں تو نہیں ہے نا!

جس کے چھوٹے بچے ہوں اور وہ دنیا سے رخصت ہو جائے چلا جائے ظاہر ہے کہ بچے کسی اور کے حوالے ہو جائیں گے تو اُن کے ساتھ وہ کیا رویہ پسند کرتا ہے اور جب کسی اور کے یتیم بچے اُس کے پاس ہوں وہ اُن کا ذمہ دار ہو تو اُس کو پھر کیسا رویہ کرنا چاہیے، اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون اس کا حق ادا کر رہا ہے کون نہیں کر رہا ہے، کون احسان سے کام کر رہا ہے کون عدل سے اور انصاف سے کام کر رہا ہے اور کون ظلم کر رہا ہے۔ سب نے ربّ کو حساب دینا ہے یقیناً دینا ہے اس لیے جو بھی ذمہ داری ہے اور خصوصی طور پر وہ ذمہ داری جو مستضعفین ہیں کمزور ہیں اور لاچار ہیں بے بس ہیں اُن کے تعلق سے ہو اُن کا خاص خیال رکھنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بے بس کر کے آپ کو آزمایا ہے اور اُن کو بھی آزمایا ہے۔ آپ کو آزمایا ہے کہ آپ کیا کرتے ہیں اور اُن کو آزمایا ہے کہ وہ کیا کرتے ہیں، وہ تو بے بس ہیں بیچارے اُن کے پاس کوئی اور راستہ نہیں ہے!

اب لڑکی ہے تمہارے گھر میں پرورش حاصل کر رہی ہے آپ کے لیے جائز ہے کہ آپ اُس کے ساتھ نکاح کر سکتے ہیں آپ اُس کے ولی ہیں، اگر اُس کے ساتھ نکاح بھی کرنا ہے اُس کا حق ادا کرو مہر پورا دے دو بلکہ زیادہ دینا چاہیے زیادہ حق رکھتی ہے، زیادہ نہیں دینا چاہتے احسان نہیں کرنا چاہتے انصاف سے تو کام لینا چاہیے نا! بہر حال اُس کو مہر سے محروم نہیں کرنا ہے یہ نہیں ہے کہ میں نے پرورش کی ہے تو میں اُس کو مہر نہیں دیتا ہوں، نہیں! مہر اُس کا حق ہے۔ اُس کے ساتھ رہن سہن: ﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (النساء:19): یہ بھی وہ حق رکھتی ہے، نان نفقے کا حق رکھتی ہے، اگر ایک سے زیادہ بیویاں ہیں اور وہ بھی بیوی بن گئی ہے تو اُس کا بھی اتنا ہی حق ہے فرق نہیں ہے، اس لیے نہیں کہ میں نے اُسے پالا ہے یا میری کسٹڈی (Custody) میں تھی یا میں اُس کا ذمہ دار تھا تو میں زیادہ حق رکھتا ہوں، نہیں! آپ اگر احسان سے کام نہیں کرنا چاہتے تو آپ کی مرضی ہے لیکن عدل وانصاف سے کام کرنا ہی پڑے گا اور کوئی چارہ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ تم کیا کر رہے ہو اور تمہیں بھی خوب جاننا چاہیے کہ تم نے ربّ کو حساب دینا ہے تو تمہیں کس حالت میں روزِ محشر میں ہونا چاہیے۔

اب اُن فتاویٰ میں سے اور مسائل میں سے ایک یہ مسئلہ بھی آگیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۚ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۗ وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ ۚ وَإِنْ تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١٢٨﴾﴾ (النساء:128)

﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا﴾: اور اگر کوئی عورت ڈرے یا اُس کو اندیشہ ہو اپنے خاوند سے (بعل خاوند کو کہتے ہیں: ﴿مِنْ بَعْلِهَا﴾)۔

﴿نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾: زیادتی یا بے رغبتی کا (نشوز زیادتی کو کہتے ہیں، ظلم اور زیادتی ﴿أَوْ إِعْرَاضًا﴾ یا بے رغبتی)۔

خاوند ہے بیوی پر زیادتی کرتا ہے یا بیوی کو اندیشہ ہو کہ میرا خاوند زیادتی کرنے کی طرف مائل ہو رہا ہے یا مجھ سے بے رغبتی کا اظہار کر رہا ہے دوری اختیار کرنا چاہتا ہے۔

﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا﴾: تو اُن دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ صلح کرلیں آپس میں۔

﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾: اور صلح بہتر ہے۔

کیسے صلح ہوگی؟ یعنی ایک خاوند ہے اُس کی بیوی تھوڑی سی عمر کی بڑی ہوگئی ہے اور بیوی کی جو ہے آہستہ آہستہ ظاہر ہے اب جوانی والی حالت نہیں رہتی وہ تھوڑا سا خاوند کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے لگی ہے یا خاوند کو جو اُس کا حق ہے وہ چاہیے تو بیوی سے وہ بے رغبتی کا تھوڑا سا اظہار کرتا ہے یا وہ چاہتا ہے کہ دوسری شادی جو اس کے لیے شرعاً جائز ہے وہ کرلے اور بیوی کو پھر ڈر لاحق ہوجاتا ہے کہ مجھے طلاق نہ دے دے تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ایک راستہ بنایا ہے بڑا آسان راستہ ہے کہ یہ گھرانہ باقی رہے ٹوٹے نہیں، دیکھیں مقصد شرعی ہے یہ کہ مسلمان گھرانہ میاں بیوی کا جو یہ تعلق ہے قائم رہے حدِ ممکن کوشش کی جائے آخری وقت تک۔

دیکھیں جو جدائی ہے طلاق ہے یا خلع ہے یا فسخِ نکاح ہے جیسے آگے بتاؤں گا میں کہ یہ آخری حربے ہیں آخری حل ہیں ان سے پہلے دس سے زیادہ ایسی چیزیں ہیں جو اس گھر کو اس رشتے کو مضبوط کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بے رغبتی کا جب کسی بیوی کو اندیشہ ہوجائے کہ میرا خاوند مجھ سے دور ہوتا جارہا ہے یا عنقریب ہوسکتا ہے مجھے طلاق دے دے تو صلح کا لفظ آیا ہے کہ بیوی اپنا کوئی حق چھوڑ کر خاوند کو قریب کرلے اپنے اس سے یہ مراد ہے۔

کیا حق چھوڑدے؟ بھئی مجھے جو ہے نا (اگر آپ کی دوسری بیوی ہے یا تیسری بیوی ہے تو) بے شک میری ایک باری جو ہے کم کردیں آپ کوئی مسئلہ نہیں ہے میں اس پر راضی ہوں لیکن مجھ سے بے رغبتی نہ کریں مجھے چھوڑیں نہیں۔ تو آپ کا جو حق ہے اپنے جو حقوق ہیں اُن میں سے کمی کرسکتی ہے تاکہ رشتہ قائم رہے اگر وہ چاہتی ہے رہنا اُس پر زور زبردستی نہیں ہے جائز نہیں ہے زور زبردستی، وہ فیل (Feel) کررہی ہے کہ اُس کا خاوند اُس سے دور ہوتا جارہا ہے بے رغبتی کا اُس سے اظہار کرتا ہے، یا نشوز اُس کو نظر آرہا ہے کہ زیادتی آگے ہوگی: ﴿اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ﴾: ہوا نہیں ہے کیونکہ ہونا ظلم ہے، اُس کو ڈر ہے اندیشہ ہے کہ ایسا ہوگا اور پہلے سے اُس کو سمجھ آگئی ہے تو اس لیے وہ پہلے سے کہہ دیتی ہے کہ میں ایسا کرتی ہوں میری ایک باری میں فلاں آپ کی بیوی کے لیے (اُس کو پتہ ہے کہ وہ اُس کو زیادہ پسند ہے) چھوڑ دیتی ہوں۔

جائز ہے کہ نہیں؟ ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا﴾: کوئی حرج ہے؟ نہیں! کوئی حرج نہیں ہے جائز ہے۔

اور خاوند کا اُس پر عمل کرنا کوئی حرج ہے اُس کے اوپر؟ نہیں!

﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾: کس طرف اشارہ ہے؟ کہ خاوند کو بھی ماننا چاہیے۔

بیوی تو اپنا حق کوئی چھوڑ رہی ہے، نان نفقہ اُس کو اگر زیادہ دیتا ہے یا یہ دیکھ رہی ہے کہ ہوسکتا ہے نان نفقے کا اُس کو مسئلہ ہو تو میں اپنا کم کردیتی ہوں، اگر مجھے دو ہزار ملتے ہیں تو مجھے ایک ہزار دے دو مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے میں اُس میں گزارہ کرنا چاہتی ہوں (مہینے میں) تاکہ کم سے کم یہ رشتہ تو قائم رہے تو یہ بھی شرعاً جائز ہے کوئی حرج نہیں ہے۔

پھر اصل بنیادی وجہ کیا ہے؟ یہ بے رغبتی اور یہ چیزیں کیوں ہو رہی ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ﴾: اور طبیعتوں میں بخل حاضر کیا گیا ہے۔ شح کہتے ہیں بخیلی کو کہ انسان اپنے نفس کے لیے اپنی کوئی چیز کسی اور سے بہتر پسند کرتا ہے اُس کو چاہیے تو شح ہے یہ، یعنی دینا پسند نہیں کرتا لینا پسند کرتا ہے (بخیلی)۔

﴿وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ﴾: اور حاضر کیا گیا ہے طبیعتوں میں بخل اور شح کو؛ انسان کی طبیعت میں عام طور پر یہ چیز ہے کہ انسان اپنے لیے زیادہ پسند کرتا ہے دوسروں کو دیتے ہوئے اس کے تھوڑے ہاتھ کانپتے ہیں اس لیے پھر یہ بے رغبتی بھی ہوتی ہے چاہت میں کمی بھی ہوتی ہے رشتے بھی تھوڑے سے کمزور پڑ جاتے ہیں تو اس کو مضبوط کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی بنیادی وجہ بتا دی ہے کہ یہ وجہ ہوتی ہے۔

اس کا حل کیا ہے کیسے اس کو ختم کیا جائے؟

﴿وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾﴾: کمال ہے!

﴿وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا﴾: دو لفظ ہیں:

(۱) اگر تم احسان سے کام لو اور تقویٰ سے کام لو تب تو اس شح سے اس مرض سے تم بچ سکتے ہو۔

(۲) اور تمہارے معاملات بھی درست ہو جائیں اور نوبت یہاں تک نہ پہنچے کہ کسی کو اپنے حق میں کوئی کمی کوتاہی پر راضی ہونا پڑے۔

احسان اور تقویٰ دو لفظ ہیں:

(۱) "احسان": اللہ تعالیٰ کی عبادت میں احسان اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ احسان دونوں شامل ہیں۔

کامل احسان دونوں کو شامل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں احسان تو ہے اگر اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ احسان نہ ہو تو عبادت میں کیا احسان کیا آپ نے؟!

عبادت میں احسان کیا ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ کی ایسے عبادت کرو جیسے کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو نہیں دیکھتے ہو تو یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے، یہ بلند درجہ ہے اسلام کا مضبوط ترین ایمان ہے۔

اور بندوں کے ساتھ احسان صرف حقوق کی ادائیگی نہیں ہے اس سے بھی زیادہ آپ ان کو دیتے ہیں؛ ایک تو پتہ ہے کہ حقوق کیا ہیں اور اس سے بھی زیادہ حقوق سے بھی زیادہ آپ دینے والے ہیں خاص رعایت اور خاص خیال کرنے والے ہیں تو بخیلی باقی رہے گی؟!

جب بیوی کو آپ اس کے حق سے زیادہ محبت ہے پیار ہے رسپکٹ (Respect) ہے نان نفقہ ہے جو اس کا حق ہے اس سے زیادہ دیتے ہیں اور آپ دے بھی سکتے ہیں تو احسان ہے کہ انصاف ہے؟ احسان ہے۔

تو شح (بخیلی) باقی رہے گی؟ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!

(۲) اور اس کو پانے کے لیے "تقویٰ" کا ہونا لازمی ہے۔

یہ درجہ کیسے پا سکتے ہیں آپ؟ اسلام ہے ایمان ہے احسان ہے یہ جو درجات کی بلندی ہے کس چیز سے ہوتی ہے؟ تقویٰ سے، جتنا تقویٰ مضبوط ہوگا ایمان مضبوط ہوگا، جتنا ایمان مضبوط ہوگا احسان کے درجے تک آپ پہنچ سکتے ہیں۔

اور تقویٰ میں دو چیزیں یاد رکھیں:

1- جو اللہ تعالی کے احکام ہیں ان احکام کی تعمیل کرنی ہے ان کا حق ادا کرنا ہے، تمام فرائض ہیں اور اس میں تمام جو مستحبات ہیں وہ بھی شامل ہیں (بات احسان کی ہو رہی ہے ناوہاں تک پہنچنا چاہتے ہیں آپ)۔

2- جتنے بھی نواہی ہیں جن سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے چاہے محرمات ہوں یا چاہے مکروہات ہوں ان سے اجتناب کرنا ہے اور ان پر صبر کا ہونا لازمی ہے۔

یعنی ایک شخص ہے مرد مسلمان پانچ وقت نماز مسجد میں پڑھتا ہے ایک بھی اس کا ناغہ نہیں ہوتا، دوسرا شخص پانچ وقت نماز اس کے ساتھ پڑھتا ہے لیکن پہلی صف میں پڑھتا ہے کوشش کرتا ہے کہ پہلی صف میں ناغہ نہ ہو دونوں کا ایمان برابر ہے کیا خیال ہے؟! نہیں ہے نا! دونوں میں سے احسان کے قریب کون ہے پہلا یا دوسرا؟ پہلا تو ویسے ہی پڑھ لیتا ہے دوسرا تو پہلی صف میں پڑھتا ہے نا تو احسان کے قریب کون ہوا؟ دوسرا، احسان کے قریب وہ ہے۔ اور اسی طریقے سے آپ دیکھ سکتے ہیں اپنا محاسبہ کرتے ہوئے کہ کس درجے پر ہیں کس لیول پر ہیں؛ اسلام ہے پھر ایمان ہے اس میں ترقی ہے پھر احسان ہے۔

اگر بخیلی سے بچنا چاہتے ہیں (نفس کی بخیلی سے) اس کا علاج کرنا چاہتے ہیں تو یہ دو چیزیں ہیں، صرف دو لفظوں میں علاج ہے اور تمام بُرائیاں جتنی بھی مصیبتیں ہیں انسان کی شہوات ہیں شبہات ہیں وہ ان دو سے حل ہو سکتی ہیں اور بنیاد جو ہے نا جڑ سے آپ ختم کر سکتے ہیں "احسان ہے اور تقویٰ ہے": اس لیے فرمایا:

﴿وَإِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا﴾: مسئلہ حل ہو جائے گا اور آپ کا جو شح ہے اور بخیلی ہے اس کا علاج بھی ہو جائے گا۔

اور یہ بھی خوب جان لو:

﴿فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝١٢٨﴾: ﴿فَإِنَّ اللّٰهَ﴾: بے شک اللہ تعالیٰ۔

﴿كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا﴾: جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے خوب باخبر ہے۔

احسان کتنا ہے تمہارے اندر تقویٰ کتنا ہے تمہارے اندر اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے۔

باخبر ہونا علم سے زیادہ باریک بینی تک جانا ہے، اس سے پچھلی آیت میں علیم کا لفظ ہے یہاں پر خبیر کا لفظ ہے کہ جو دل کے اندر چھپے ہوئے بھید کو بھی جانتا ہے آپ نے کیا چھپایا ہوا ہے، جو آنکھوں کی خیانت کو بھی جانتا ہے جو سینے کے راز کو بھی جانتا ہے کیونکہ بات احسان کی ہو رہی ہے نا تو احسان میں کہیں کوئی گنجائش نہیں ہوتی کسی چیز کی کمی کی۔

محسن ہمیشہ بلند درجے پر فائز ہوتا ہے اور اس بلند درجے کو پانے کے لیے خبیر سے ڈرنا ہے جو خوب باخبر ہے میرے ظاہر اور باطن سے اس خوب باخبر سے میں نے کیسے اپنے آپ کو درست کرنا ہے تو جہاں پر کہیں بھی کمی کوتاہی ہے اس کو میں نے دور کر کے بلند درجہ حاصل کرنا ہے کیونکہ بات احسان اور تقویٰ کی ہو رہی ہے ایمان کی مضبوطی کی ہو رہی ہے، کسی کے ساتھ ناانصافی نہ ہو اس کی ہو رہی ہے۔

اور عورتوں کو اس نوبت تک نہ پہنچادے کہ وہ اپنے حقوق میں سے کوئی حق آپ کے لیے چھوڑدے تاکہ یہ رشتہ قائم رہے ارے تم تو احسان کرنے والے ہو تم یہ کہاں سے سوچ سکتے ہو؟! تو تمہیں اس حد تک جانا بھی نہیں چاہیے عورت کو اس طرف مائل بھی نہیں کرنا چاہیے چاہے وہ عمر رسیدہ کیوں نہ ہو جائے آپ کی رغبت میں کمی کبھی نہیں ہونی چاہیے کیونکہ آپ احسان کے درجے پر فائز ہیں آپ احسان کی طرف جارہے ہیں آپ متقی اور پرہیزگار ہیں آپ حقوق کی ادائیگی کو بہترین جاننے والے ہیں یہ نوبت کیا آسکتی ہے کبھی؟!

تو ابتداء کہاں سے ہوئی؟﴿وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ﴾: اگر تمہیں خدشہ ہو۔

انتہا کہاں پر ہوئی؟ احسان اور تقویٰ سے تاکہ یہ خدشہ بھی ختم ہو جائے اور عورت کو اپنے حق میں کوئی کمی کوتاہی کی ضرورت نہ پڑے۔

پھر جب بات آئی ہے تو مردوں میں ایک مسئلہ پیدا ہو گیا ہے کہ اب دو بیویاں ہیں تین بیویاں ہیں آپ ٹھیک ہیں بے رغبتی سے کام تو نہیں لیتے، بات احسان اور تقویٰ کی ہے میں اپنے ایمان کو مضبوط کرتا ہوں اور تقویٰ سے کام لیتے ہوئے احسان تک پہنچنا چاہتا ہوں لیکن محبت کا میں کیا کروں، دو بیویوں میں محبت برابر تو نہیں ہے نا؟! ایک میں زیادہ محبت ہے ایک میں کم محبت ہے ظاہر ہے اب محبت میں تو انسان بے قابو ہو جاتا ہے نا اس میں کیا کرنا ہے اگلی آیت میں دیکھیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاۗءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْھَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِـيْمًا ۝۱۲۹﴾ (النساء:129)

کمال ہے واللہ! سیاق اور سباق دیکھا ہے کیا بات ہو رہی ہے! انسان کے دل میں آتا ہے نا کہ اب محبت کا کیا کروں؟! اب انسان نے سوچا ہے جواب پہلے آگیا ہے:﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاۗءِ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ﴾ (النساء:127):

﴿وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا﴾: کبھی تم نہیں کر پاؤ گے نہیں کر سکو گے کس چیز کی نفی ہے؟

﴿اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاۗءِ﴾: کہ عورتوں میں محبت میں عدل وانصاف کرو (برابری)۔

عدل وانصاف فرض ہے کہ نہیں؟ فرض ہے۔ کس میں؟ نان نفقے میں، باری میں اگر ایک سے زیادہ بیویاں ہیں یہ تو فرض ہے عدل وانصاف۔

اچھا محبت میں دل کے رجحانات اور میلان کو انسان قابو کر سکتا ہے؟ ایموشنز (Emotions) میں قابو پانا مشکل ہے کہ نہیں کیا خیال ہے؟! آپ ان سے پوچھیں جن کی ایک سے زیادہ بیویاں ہیں ایک والے بیچارے تو کیا کہیں گے؟! آپ ان سے پوچھیں جن کی ایک سے زیادہ ہیں وہ بتا سکتے ہیں کہ حقیقت کیا ہے؛ ایسا ہوتا ہے نا حق ہے کہ نہیں میلان ہوتا ہے نا؟ یہ سچ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، اس خالق ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے حق ہے۔

میں یہ بات اس لیے کر رہا ہوں یہ حقیقت ہے اور بعض انسان واقعی کشمکش کا شکار ہوتے ہیں کہ مجھ سے کوتاہی تو نہیں ہو رہی اس میں کیسے میں انصاف کروں؟! تو حل آگیا ہے پریشان نہ ہوں:﴿وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاۗءِ﴾۔

﴿وَلَوْ حَرَصْتُمْ﴾: میں حریص ہوں میں محبت بھی برابر کروں گا کر سکتا ہے؟ آپ کے بس میں ہی نہیں ہے کیسے کرو گے؟!

﴿وَلَوْ حَرَصْتُمْ﴾: اگر تم حرص بھی کرو کوشش بھی کرو تب بھی نہیں کر پاؤ گے کیونکہ دل کا معاملہ ہے نا؛انسان بے بس ہو جاتا ہے دل کے سامنے ایسا ہوتا ہے نا؟! کہتے ہیں کہ محبت میں اندھا ہو گیا؛ اندھا تو نہیں ہونا چاہیے محبت میں اللہ رحم کرے یہ تو بڑی ناانصافی ہے لیکن بعض اوقات انسان محبت میں اندھا تو دور کی بات ہے ویسے ہی میں نے کہہ دیا ہے اندھا نہیں ہونا چاہیے محبت میں بعض اوقات انسان بے بس ہو جاتا ہے اور انسان کوشش کرتا ہے کہ اس میں محبت کو برابر کرے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم پریشان نہ ہونا آپ محبت برابر نہیں کر سکتے لیکن جو کم سے کم درجہ ہے وہ ہونا چاہیے۔

اس لیے پھر آگے فرمایا ہے:

﴿فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ﴾: بس نہ جھک پڑو یعنی ایک کی طرف جس سے تم زیادہ محبت کرتے ہو ﴿فَتَذَرُوْهَا﴾: اور دوسری کو ایسے ہی چھوڑ دو ﴿كَالْمُعَلَّقَةِ﴾: جیسا کہ لٹکی ہوئی ہو۔

معلقۃ سے کیا مراد ہے؟ لٹکی ہوئی نہ زمین پر نہ آسمان میں، لٹکی ہوئی ہے۔

کیا مطلب ہے؟ یعنی نہ تو خاوند اُس سے محبت کرتا ہے جیسے کوئی شادی شدہ ہو اور نہ ہی وہ طلاق شدہ ہے کہ وہ کسی اور سے شادی کر لے۔

دیکھیں بے رغبتی اگر ہو جائے انسان میں دل کی محبت کا تو اس کو بتا دیا ہے کہ تمہارا اس پر زور نہیں ہے کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن تمہارا جھکاؤ میلان اگر ایک کی طرف محبت میں ہے تو دوسری کو لٹکانا نہیں ہے اس کے جو حقوق ہیں ان کو اچھی طرح دیکھنا ہے۔

ایک زیادہ سے محبت سے یہ مراد نہیں ہے کہ دوسری کا حق نہ دو، ازدواجی حق ہے وہ دینا ہے نان نفقے کا حق ہے اس میں کمی بیشی نہیں ہونی چاہیے وہ اس کا حق ہے فرض ہے تمہارے اوپر لیکن دلی محبت میں یہ نہیں ہے کہ اس کو لٹکا ہوا چھوڑ دو اس کا حق نہ دو، یا تو اسے رکھنا ہے تو صحیح طریقے سے رکھو اور اس کا جو ازدواجی حق ہے وہ بھی دے دو۔ صرف نان نفقے کی بات نہیں ہو رہی، بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم پیسہ دے رہے ہیں نان نفقہ دے رہے ہیں گھر دیا ہوا ہے اور باری پر بھی جاتے ہیں باقی حق نہیں ہے اس کا، نہیں! اگرچہ آپ کی رغبت نہیں ہے اس سے زیادہ دلی محبت نہیں ہے اس کا جو ازدواجی حق ہے وہ دینا ہے وہ کہاں جائے گی بیچاری وہ بھی تو شادی شدہ ہے اس کا بھی حق ہے!

اس لیے اس کا خاص خیال رکھنا ہے۔

اس سے بچنے کے لیے جس کے اندر یہ مسئلہ ہو زیادہ محبت جھکاؤ ایک کی طرف آ جائے: ﴿تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ﴾: تھوڑا میل اگر ہو جائے تو مسئلہ نہیں ہے، ﴿الْمَيْلِ﴾: جھک جانا ایک طرف ہو جانا اس سے اگر بچنا ہے کہ زیادہ نہ ہو اور کوئی کمی نہ ہو حقوق کی ادائیگی میں:

﴿وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا﴾۔ پچھلی آیت میں کیا تھا؟ ﴿وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا﴾ (النساء:128)۔

اب ﴿تُحْسِنُوْا﴾ کیوں نہیں ہے؟ کیونکہ احسان ممکن ہے اس میں؟ جب دلی محبت کی بات آئی ہے اور تم کر بھی نہیں پاؤ گے تو احسان کے بعد لفظ نہیں ہے یہاں پر دیکھیں کہ تمہارے بس کی بات نہیں ہے! لیکن اصلاح ممکن ہے کہ نہیں؟

﴿وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا﴾: تقویٰ پھر آ گیا ہے کیونکہ تقویٰ اساس ہے ہر ترقی کی۔

اصلاح چاہیے تو تقویٰ ہے، احسان چاہیے تب بھی تقویٰ ہے تو تقویٰ کو بنیاد بنا کر آپ نے ان مسائل سے نمٹنا ہے ان چیلنجز (Challenges) کا سامنا کرنا ہے جتنے بھی ہیں۔

﴿فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝١٢٩﴾: بے شک یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا ہے اور خوب رحم کرنے والا ہے بڑا مہربان ہے۔

اگر کوتاہی ہو گئی اس چیز میں جو تمہارے بس میں نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ غفور ہے، اور جس میں تمہارا بس ہے اگر اس پر رحم کر کے اس کا حق دیتے ہو تو اللہ تعالیٰ خوب رحم کرنے والا ہے۔

تو دونوں صورتوں میں آپ کو وہ کام کرنا چاہیے جس سے آپ اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت پر فائز ہو جاؤ، کمی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے دل کا میلان اور چیز ہے آپ کے قول اور فعل میں کمی بیشی نہیں ہونی چاہیے ازدواجی حق ادا کرنے میں کمی نہیں ہونی چاہیے۔

سوال-جواب: قول اور فعل میں ازدواجی حق میں کمی نہیں ہونی چاہیے، یہ پوچھنے والا بھی نہیں ہے محبت کی حد تک جو ہے وہ پوچھنا چاہیے باقی تو اپنا کام ہے اور دوسرے سوال کے لیے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس میں تو ظاہر ہے کہ وہ حق ادا نہیں ہو سکتا محبت میں وہ تو اپنے بس کی بات ہے وہ خود بیچارہ بے بس ہے اس میں ہم کیا کہیں لیکن جو وہ کر سکتا ہے اس کے لیے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حقوق کی ادائیگی میں ہم سب کو توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

اچھا اگر یہ بھی ممکن نہ ہو کہ بے رغبتی ہے اور نشوز سے کام لیا گیا بیوی سے نشوز ہو گیا ہے یا خاوند سے نشوز ہو گیا ہے، ناچاکیاں ہیں روز کے جھگڑے ہیں روز کے مسئلے ہیں احسان سے کام نہیں ہو سکا تقویٰ کمزور ہے ایمان کمزور ہے نہیں ہو پایا ساری چیزیں ہو گئی ہیں ممکن ہے کہ نہیں؟ ممکن ہے۔

اس کا پھر کیا حل ہے؟ اس کا فتویٰ بھی سن لیں دیکھیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَإِن يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِّن سَعَتِهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا ۝١٣٠﴾ (النساء:130)

﴿وَإِن يَتَفَرَّقَا﴾: اور اگر دونوں میاں بیوی جدا ہو جائیں (تفرقہ ہو گیا ہے)۔

﴿يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِّن سَعَتِهِ﴾: تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کو بے نیاز کر دے گا اپنی کشادگی سے اور وسعت سے۔

جو میاں بیوی ہیں جدائی ہو گئی ہے تو فکر مند نہ ہوں اللہ تعالیٰ غنی ہے اپنے فضل و کرم سے اللہ تعالیٰ تمہیں بھی بے نیاز کر دے گا یعنی تمہارا بھی مسئلہ حل ہو جائے گا، خاوند کی اور شادی اچھی ہو جائے گی اُس کا گھر بس جائے گا اور اس بیوی کی جدائی کے بعد بھی اور شادی ہو سکتی ہے اُس کا بھی گھر بس جائے گا تو اللہ تعالیٰ دونوں کی پھر اس کے لیے آسانی کر دے گا۔

﴿وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا ۝١٣٠﴾: اور بے شک اللہ تعالیٰ خوب وسعت والا ہے بڑی حکمت والا ہے۔

زور زبردستی کر کے ظلم وستم کرتے ہوئے اس رشتے کو نہیں نبھانا چاہیے، یاد رکھیں ازداوجی رشتہ ہے اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ میں زور زبردستی کر کے اس رشتے کو نبھانا چاہتا ہوں ظلم کرتے ہوئے، اور بیوی بھی یہی کہتی ہے آئے دن روزانہ جھگڑے ہوتے ہیں اس بندھن میں

رہنا ہے اور خاوند کو بھی پریشان کرنا ہے بچوں پر بھی بُرا اثر ہو رہا ہے اور روزانہ اللہ تعالٰی کی نافرمانیاں کرتے ہوئے بہت سارے گناہ کمائے جا رہے ہیں تو ایسا نہیں ہونا چاہیے۔

اللہ تعالٰی واسع اور حکیم ہے اور اللہ تعالٰی کی حکمت میں سے یہ ہے کہ اگر یہ گھرانہ نہیں آگے چل سکتا اور یہ رشتہ نہیں قائم ہو سکتا تو اس کا پھر شرعاً حل ہے جدائی کا۔

اور جدائی کے بعد فکر نہ کریں اگر یہ حقوق آپ ادا نہیں کر سکتے اللہ تعالٰی سے ڈرتے ہوئے صحیح راستہ اختیار کرتے ہوئے جدا ہونا چاہتے ہیں جو شریعت کے مطابق ہے تب پریشان نہ ہوں اللہ تعالٰی گھر بسا دے گا اور اس کے لیے بھی آپ کے لیے اللہ تعالٰی وسعت قائم کر دے گا؛ سب سے آخر میں ہے۔

اور یہ جدائی تین طریقوں سے ہوتی ہے تفصیل کبھی بیان کروں گا میں:

1- طلاق مرد دیتا ہے اور طلاق سنت کے مطابق ہونی چاہیے کیونکہ اب بات ہو رہی ہے اللہ تعالٰی کے خاص رحم و کرم کی وسعت کی اور حکمت کی۔

2- دوسرا ہے، اگر خاوند طلاق نہ دے تو بیوی کا حق ہے وہ خلع لے سکتی ہے اور خلع کے لیے اپنا مہر واپس کرے گی خاوند کو اور خلع لے لے گی۔

3- اگر یہ دونوں نہ ہو سکیں تو پھر جو قاضی ہے وہ فسخ النکاح کر دیتا ہے (اس کا بھی شرعاً حل موجود ہے اس پر کبھی تفصیل سے بات کروں گا میں وقت نہیں ہے اور اگر آپ چاہیں تو **کتاب النکاح اور طلاق میں** اس کی تفصیل گزر چکی ہے وہاں سے آپ درس سن سکتے ہیں)۔

اچھا جب یہ بات ہوئی ہے اور معاملہ یہاں تک پہنچا ہے کہ جدائی ہو گئی ہے پھر اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے:

﴿وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ (النساء:131)

(اور اللہ کے لیے ہے جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے)

سب کچھ اللہ تعالٰی کا ہے وہی خالق اور مالک اور تدبیر کرنے والا ہے۔

﴿وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ﴾: اور ہم نے تاکید کر دی ہے ان لوگوں کو جنہیں کتاب دی گئی ہے تم سے پہلے (یعنی یہود اور نصارٰی)، ﴿وَاِيَّاكُمْ﴾: اور تمہیں بھی یہ تاکید کی جا رہی ہے، ﴿اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ﴾: کہ اللہ تعالٰی سے ڈرتے رہو تقوٰی کا راستہ اختیار کرو۔

﴿وَاِنْ تَكْفُرُوْا﴾: اگر تم کفر کرو گے یا ناشکری کرو گے۔

﴿فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾: تو بے شک اللہ کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے۔

﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝١٣١﴾: اور اللہ تعالٰی بہت بڑا بے نیاز ہے اور بڑی خوبیوں والا ہے حمید ہے۔

اس آیت سے ان شاءاللہ اگلے ہفتے سے میں شروع کروں گا بہت عظیم پیغامات ہیں واللہ!

جب بات جدائی کی ہوئی ہے اور رشتہ ٹوٹنے کی بات ہوئی ہے تو پھر خصوصی طور پر توجہ دی ہے دو چیزوں پر کہ ایک جو کچھ ہے سب اللہ تعالیٰ کا ہے جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے، اور یہ ان چند آیتوں میں چار مرتبہ جملہ دہرایا گیا ہے بتاؤں گا اس کی وجہ کیا ہے ابھی وقت کم ہے: ﴿وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾: چار پانچ مرتبہ اس سیاق اور سباق کو دہرایا گیا ہے اس کی ایک وجہ ہے۔

اور پھر: ﴿وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ﴾: تقویٰ کا خصوصی طور پر یہاں پر ذکر کیا گیا ہے۔

اور آپ غور کریں یہ واجب بھی چھوٹا سا لے لیں مجھ سے کے سورۃ النساء اور سورۃ الطلاق میں سب سے زیادہ جو لفظ بیان کیا گیا ہے وہ تقویٰ کا ہے کیوں ہے؟

سورۃ النساء اور الطلاق میں سب سے زیادہ لفظ جو اس میں بیان کیا گیا ہے وہ تقویٰ کا لفظ ہے اور اس کے پیچھے ایک راز ہے آخر کیا وجہ ہے کہ ان دونوں سورتوں میں تقویٰ اور تقویٰ کی خوبیاں اور تقویٰ میں جو اللہ تعالیٰ نے ثمرات مترتب فرمائے ہیں سب سے زیادہ ان ہی دونوں سورتوں میں آپ کو ملیں گے۔

تو اگلے درس میں آیت نمبر 131 سے ان شاءاللہ شروع کریں گے کہ کس اعتبار سے اللہ کا ڈر ہے۔

ڈر تو ہمیشہ ہوتا ہے ناڈر تو پورے قرآن میں ہے نا تو دو سورتوں میں خصوصی طور پر توجہ کیوں دلائی گئی ہے اس کے پیچھے ایک راز ہے (واللہ اعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 004-26: سورۃ النساء کی مختصر تفسیر (آیات: 127-130) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio